اپنی لڑکی دے گا اور ان میں سے ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کا مہر قرار پائے۔ دوسرے یہ کہ شرط تو وہی ادلے بدلے کی ہو، مگر دونوں کے برابر مہر (مثلاً ۵۰، ۵۰ ہزار روپیہ) مقرر کیے جائیں اور محض فرضی طور پر فریقین میں ان مساوی رقموں کا تبادلہ کیا جائے اور دونوں لڑکیوں کو عملاً ایک پیسہ بھی نہ ملے۔ تیسرے یہ کہ ادلے بدلے کا معاملہ فریقین میں صرف زبانی طور پر ہی طے نہ ہو، بلکہ ایک لڑکی کے نکاح میں دوسری لڑکی کا نکاح شرط کے طور پر شامل ہو۔ (رسائل و مسائل، دوم، ص ۲۰۲)

بدلے کی شادیوں میں عموماً تلخی اور ناخوش گواری کا اندیشہ رہتا ہے اور دونوں خاندانوں پر خانہ بربادی کی تلوار ہمیشہ لٹکتی رہتی ہے۔ اگر ایک خاندان میں شوہر نے جا یا بے جا بیوی کی پٹائی کر دی یا دونوں کے درمیان تعلّق میں خوش گواری باقی نہیں رہی یا اس نے طلاق دے دی تو دوسرے خاندان میں لڑکے پر اس کے والدین یا دوسرے رشتے دار دباو ڈالیں گے کہ وہ بھی لازماً وہی طرزِ عمل اپنی بیوی کے ساتھ اختیار کرے۔ تاہم، اگر دونوں رشتوں کی مستقل حیثیت ہو، دونوں لڑکیوں کا مہر طے کیا جائے اور ان کو ادا کیا جائے اور ایک رشتہ کسی بھی حیثیت میں دوسرے رشتے کو متاثر کرنے والا نہ ہو تو ایسے رشتوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی)

امانت میں خیانت

س : ایک صاحب نے مجھے ۵۰ ہزار روپے یہ کہہ کر دیے کہ اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دوں۔ ہوا یہ کہ مجھے کچھ روپیوں کی بہت سخت ضرورت پیش آگئی۔ چنانچہ میں نے اس میں سے ۲۰ ہزار روپے استعمال کر لیے اور سوچا کہ جب میرے پاس پیسوں کا انتظام ہو جائے گا تو اس رقم کو بھی ضرورت مندوں میں تقسیم کر دوں گا۔ ذاتی استعمال کے لیے میں نے ان صاحب سے اجازت حاصل نہیں کی، بلکہ ان کو بتائے بغیر بطور قرض اسے استعمال کر لیا۔ کیا میرے لیے ایسا کرنے کی گنجایش تھی یا میں نے غلط کیا؟

ج: آدمی اپنا مال ضرورت مندوں میں خود بھی تقسیم کر سکتا ہے اور کسی دوسرے کو بھی یہ ذمہ داری دے سکتا ہے۔ جو شخص یہ ذمہ داری قبول کرلے اسے پوری امانت و دیانت کے ساتھ اسے انجام دینا چاہیے۔ جس شخص کو مذکورہ مال تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے، اس کے پاس

یہ مال امانت ہے۔ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر اس میں ادنیٰ سا تصرف بھی اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ صاحبِ مال نے جن کاموں میں خرچ کرنے یا جن افراد کو دینے کی صراحت کی ہو، انھی میں مال خرچ کیا جائے۔ ذمہ داری لینے والے کو اپنے طور پر فیصلہ کرنے اور مدّات میں تبدیلی کرنے کا حق نہیں ہے۔

اسی طرح اگر وہ ذمہ دار اس مال کو مستحقین تک پہنچانے میں ٹال مٹول سے کام لے یا بلاوجہ تاخیر کرے تو یہ بھی خیانت ہے۔ وہ مال کا کچھ حصّہ اپنے ذاتی کام میں استعمال کرلے، پھر کچھ عرصے کے بعد اس کے پاس مال آجائے تو اسے بھی ضرورت مندوں میں تقسیم کردے۔ اس صورت میں وہ مال میں خیانت کرنے کا مرتکب تو نہ ہوگا، لیکن بغیر صاحبِ مال کی اجازت کے، مستحقین تک اس کے پہنچانے میں تاخیر کرنے کا قصوروار ہوگا۔ اس لیے ایسا کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اب اگر ایسی کوتاہی ہوگئی ہے تو استغفار اور آیندہ احتیاط کا عہد کرنا چاہیے۔ (ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی)